رجسٹرڈ نمبر سرکار آصفیہ (۳۵)

۷۸۶

یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

عقائد۔ فقہ۔ اخلاق سکھانے والا

مسلمانوں کا خاص مذہبی ماہوار رسالہ

صراط مستقیم

جلد (۱)

نمبر (۱۱)

بابتہ ماہ مہر ۱۳۳۴ف

مطابق

محرم الحرام ۱۳۴۴ھ

مرتبہ ابو الفدا انور محمد فاروقی

حیدرآباد دکن شکر باغ ۱۹۲۵ء

مطبوعہ عہد آفرین دکن پریس واقع بازار

عیسے میان

مقاصد

(۱) اصلاح خیالات خلاف مذہب اسلام (۲) اصلاح اعمال (۳) انشاء جذبات اسلامی (۴) تصحیح عقائد رفع اغلاط۔

ضوابط

(۱) ہر ماہ میں بقدر نصف جزو رسالہ شائع ہوگا۔ اور اگر کسی ماہ میں ضخامت بڑھ گئی تو اسی نسبت سے بعد کے مہینے میں شائع نہ کیا جائیگا۔

(۲) اصلی قیمت مع محصول ڈاک عہ ہے۔ لیکن والیان ملک سے عہ مع محصول ڈاک لیجائیگی۔ ۱/ نمونہ کے لئے ۱/ کا ٹکٹ آنا چاہئے۔ منفرد پرچہ کی قیمت ۲/

(۳) اس رسالہ میں مباحثہ کے مضامین درج نہ کئے جائنگے۔

(۴) اس میں وہی مضامین درج ہوسکینگے جو اس رسالہ کے ابواب معینہ کے اندر ہونگے عام طور پر مضامین نہیں لئے جائنگے

(۵) مضمون میں کانٹ چھانٹ کا مدیر کو اختیار ہوگا جو مضمون شائع نہیں کیا جائیگا واپس نہیں کیا جائیگا

(۶) اگر کوئی صاحب سال کے درمیانی حصہ میں رسالہ کے خریدار ہونگے تو بغرض سہولت حساب گذشتہ مہینوں کے پرچے بھی ساتھ وی پی کردیئے جائنگے۔ اس حساب سے جملہ خریداروں کا سال ایک ہی وقت سے شروع ہوگا اور ایک ہی وقت ختم ہوگا۔ اور رسالہ کی نوعیت کے لحاظ سے یہی مناسب ہے۔

(۷) جواب طلب امور کے لئے جوابی ٹکٹ کا آنا ضروری ہے ورنہ تعمیل سے معاف رکھا جائیگا

(۸) فتوی کے لئے استفسار کے ساتھ ۱/ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

(۹) ایجنٹوں کو ۲۵ فیصدی کمیشن دیا جائیگا۔

(۱۰) مطبوعہ اشتہارات کے لئے اجرت تقسیم ۸ فیصدی ہوگی۔

(۱۱) غیر مطبوعہ اشتہارات چھ ماہ کی مدت سے کم کے لئے نہیں لئے جائنگے۔

(۱۲) جملہ خط و کتابت بنام منیجر "صراط مستقیم" حیدرآباد دکن ہونی چاہئے۔

تار کا پتہ:۔ "صراط مستقیم" حیدرآباد دکن ۴۹۲۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب العقائد

گذشتہ سے آگے

یہ کیوں اس لئے کہ انہوں نے صحیح تحقیق کی کوشش نہ کی۔ صحیح دلائل اور بے لاگ نصیحت پر کان نہ دھرے۔ ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے ہر سچی بات کو ٹھکرا دیا۔ نبیوں کی تکذیب کی، اپنے غلط خیالات پر بلادلیل اڑے رہے۔ خدا نے سزا دی اور واجبی سزا دی کہ جاؤ جہنم میں ہمارا کیا بگڑتا ہے۔ ہم تو تمہاری ہی بہتری چاہتے تھے۔ تم خود نہیں چاہتے تو ہمیں کیا پڑی ہے کہ ہم اپنے انعاموں کو بے وقار بنائیں۔ بے نیاز ہیں اگر ساری دنیا دوزخ میں جائے تو ہم کو ضرر نہیں اور اگر ساری جنت میں جائے تو ہم کو کچھ فائدہ نہیں۔ ہاں ہم ان لوگوں کے لئے جو ہماری طرف آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حق کی تلاش کرتے ہیں بے جا تعصب اور ضد نہیں کرتے اپنی رحمت کے سایہ کو وسیع کر دیتے ہیں۔ اس کے لئے ساری شاہراہیں کشادہ کر دیتے ہیں۔ حق کی تلاش کے ساری طرز و طریقے ان کو بتا دیتے ہیں جس سے وہ بہت جلد اپنے مقاصد سے ہم آغوش ہو جاتے ہیں "وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا" یعنی جو ہماری تلاش میں کوشش کرتے ہیں ہم اپنے سارے راستے اس کو ضرور بتا دینگے۔

اس کے علاوہ اور بھی ضمنی اسباب ہیں جو تلاش حق سے ان کو باز رکھتے ہیں۔ باوجودیکہ وہ اپنے مسلک کو غلط سمجھتے ہیں۔ مگر ان اسباب کے دباؤ میں آ کر اس کو چھوڑ نہیں سکتے۔ رفتہ رفتہ اس گمراہی سے مانوس ہو جاتے ہیں۔ اور اس پر قائم رہنے کی ان کو عادت ہو جاتی ہے جس وجہ سے آئندہ چلکر اس کا غلط ہونا ان کی نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔ وہ اس گمراہی پر پہنچ جاتے ہیں۔ جس پر ان کے بھائی پہلے سبب والے پہنچ چکے تھے اور اس گمراہی کے

مستحق ہو جاتے ہیں جس کے ان کے ساتھی ہوئے تھے۔ یعنی ہدایت کے تمام راستے ان پر بند کردیئے جاتے ہیں جس سے وہ اپنی گمراہی میں بھٹکتے رہتے ہیں۔ وَهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ۔

خدا کے بندوں کو اس میں تردد نہ کرنا چاہیے کہ یہ گروہ کیوں گمراہی پڑا ہوا ہے کیوں اس کا طرفدار ہے۔ کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا استدراج ہے۔ خداوند تعالے سہج سہج ان کو گرفتار کرتے جاتے ہیں۔ نہایت حلم کے ساتھ حجت تمام فرماتے ہیں۔ مگر ان کو خبر نہیں ہوتی سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ۔ مومنین کے اس تردد کو خداوند تعالے یوں رفع کرتے ہیں۔ کہ باوجود دلائل واضحہ کے دہریوں کا خدا کو نہ ماننا۔ اور مشرکین کا بے جان چیزوں اور غیر خدا کی پرستش کرنا۔ تم کو ان کے مسلک کی حقیت کا شبہ نہ ڈالے۔ یہ ان کی سزا ہے۔ ان کو اس گمراہی سے نکلنا محال ہے کیونکہ وہ اپنے ان اعمال کو بہت اچھا جانتے ہیں۔ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ أَعْمَالُهُمْ۔ یعنی ان کے یہ بدکردار ان کی نظروں میں نہایت آراستہ وپیراستہ معلوم ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ کبھی اس گمراہی سے نہیں نکل سکتے۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ کسی چیز کو یہ شخص اس وقت تک ترک نہیں کرسکتا جب تک کہ اس کی قباحت اس پر روشن نہ ہو جائے۔ برخلاف اس کے جو شخص اس کو اچھا جانتا ہو وہ کیوں اسے ترک کریگا۔ خدا محفوظ رکھے اس سے بڑھ کر نقصان اور خسارہ نہیں ہے۔ ایک دوسری آیۃ میں اس کو واضح کرکے بیان فرمایا گیا ہے۔ "هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا۔ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا۔ یعنی کیا میں تم کو نہ بتلادوں ان لوگوں کو جو بہت بڑا نقصان اٹھانے والے ہیں جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں بھٹک گئیں۔ حال یہ ہے کہ وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ جو کچھ کر رہے ہیں اچھا کر رہے ہیں۔

فقہ

کتاب الطہارت

گذشتہ سے آگے

(۱۱) سنت وضو کے اعضا کو ملنا یعنی وضو کرتے وقت پانی بہا کر اوپر سے ملنا سنت ہے فتح القدیر میں ملنے کو مستحب لکھا ہے۔

(۱۲) پانی کو فضول بلا ضرورت خرچ نہ کرنا بھی سنت ہے اور (نہر) میں اس کو سنت موکدہ لکھا ہے۔

(۱۳) سر کے مسح کو سامنے کی طرف سے شروع کرنا اور ہاتھ پاؤں کا دھونا انگلیوں کے سروں سے شروع کرنا بھی سنت ہے۔ اور بعض نے ان کو مستحب لکھا ہے۔

(۱۴) سیدھی طرف سے دھونا شروع کرنا بھی سنت ہے بعض کے نزدیک اور بعض کے نزدیک مستحب ہے جیسا کہ آگے آتا ہے۔

(۱۵) منہ پر چھینٹے نہ مارنا بھی سنت ہے۔ کیونکہ چھینٹے منہ پر مارنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ مستعمل پانی اڑ کر کپڑوں وغیرہ پر گرتا ہے۔

مسئلہ (۱۹) وضو کے مستحبوں کا بیان

مستحب کو مندوب اور ادب اور فضیلت بھی کہتے ہیں مستحب کے معنے ہیں جس کام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرما کر اختیار کیا ہو۔

(۱) پہلا مستحب سوائے کانوں اور رخساروں کے خواہ مسح کرے خواہ دھوئے خواہ تیمم کرے پہلے سیدھی طرف سے دھونا یا مسح کرنا شروع کرے کان اور رخسار چونکہ ایک ہی وقت میں دھوئے

اور مسح کئے جاتے ہیں۔ اس لئے اس میں سیدھے اور بائیں کا کوئی فرق نہیں۔

الف۔ موزوں کے مسح کیلئے اگرچہ فقہا نے سیدھی طرف سے شروع کرنے کی نسبت مستحب ہونے کی کوئی تصریح نہیں کی لیکن بہتر یہی ہے کہ وہ بھی سیدھے پاؤں سے شروع کرے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کام سیدھی جانب سے شروع ہوا کرتا تھا۔

ب۔ اگر کسی شخص کا ایک ہی ہاتھ ہے تو اس کو چاہیے کہ پہلے سیدھی جانب کے رخسار کو دھوئے پھر بائیں طرف کے رخسار کو دھوئے اسی طرح پہلے سیدھی طرف کے کان کا مسح کرے۔ پھر بائیں طرف کے کان کا مسح کرے۔

(۴) مستحب گردن کا مسح کرنا یعنی اس حصہ کا مسح جو پیچھے کی جانب ہے گلے کا مسح نہ کرے کیونکہ وہ بدعت ہے اور گردن کا مسح انگلیوں کی پیٹھ سے کرے۔ یعنی الٹے ہاتھ سے۔ اور بعض گردن کے مسح کو سنت کہا ہے

مسئلہ ۲۰ وضو کے آداب کا بیان

ادب کہتے ہیں کسی کام کرنے کے طریقے کو مگر یہاں وضو کے وہ طریقے مراد ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرما کر خود اختیار فرمایا ہو۔

تنبیہ یاد رکھنا چاہئے کہ وضو کے آداب بہت ہیں منجملہ اس کے عرض کئے جاتے ہیں۔

(۱) وضو کرتے وقت قبلہ رخ بیٹھنا۔ (۲) وضو کے لئے ہاتھ یا منہ یا پاؤں دھوئے تو اول مرتبہ پوچھ طور پر پانی ڈال کر مل لے (مثلاً) شروع میں کہنیوں تک ہاتھ تین دفعہ دھونا چاہتا ہے تو پہلے دفعہ پانی ہاتھ پر بہا کر پھر پورے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ پھیر کر مل لے پھر اسی طرح دوسرا ہاتھ پھر منہ پھر پاؤں۔ غرض یہ کہ ہر عضو کو جب دھوئے پہلی دفعہ پانی بہا کر پوری طرح ہاتھ پھرالے۔ (۳) کانوں کا مسح کرتے وقت کہ انگلی کانوں کے سوراخ میں ڈالے۔ (باقی آئندہ)

انسان کو کیسا ہونا چاہئے

گذشتہ سے آگے

(۱) نبی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی مکمل اور کامل خلافت عطا کی گئی۔ جو حکومت دنیا اور دین دونوں کو جامع تھی۔

سب سے پہلے عرب کو محکوم بنایا گیا اور اس طرح کہ سوائے عرب قوم اور مذہب اسلام کے کوئی دوسری قوم اور دوسرا مذہب سرزمین عرب میں نہ رہے۔ یہ اسلام کی اشاعت کا بنیادی پتھر تھا کیونکہ کوئی حکومت اس وقت تک پائیدار نہیں کہلا سکتی جب تک کہ اس کی عصبیت و جمعیت متحد نہ ہو اور اس کے متحد ہونے کے دو ہی ذریعے ہیں۔ (۱) اتحاد قومیت (۲) یا اتحاد مذہب۔ دونوں میں سے کوئی ایک ذریعہ اگر مکمل ہو تو اس ملک کی حکومت پائیدار ہو جاتی ہے۔ مگر دوسرا ذریعہ پہلے ذریعہ کا محتاج نہیں یعنی اگر مذہب متحد نہیں تو اتحاد قومیت بے حقیقت چیز ہے۔ مذہبی جمعیت قومی عصبیت پر غالب آجاتی ہے۔ قومیت سے مذہب پیدا نہیں ہو سکتا۔ ہاں مذہب سے قومیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہندوستان کی غلامی کا صرف یہی فلسفہ ہے۔ جب تک اس میں اختلاف مذہب باقی ہے اختلاف قومیت بھی باقی ہے۔ اور غلامی بھی مسلط ہے۔ اور جس روز اتحاد مذہب ہو جائیگا اسی روز قومیت بھی پیدا ہو جائیگی۔ بغیر اس کے اتحاد کی کوشش نقش برآب اور تضیع وقت ہے۔ اگر ابتداء اسلام میں اس اصول کی پابندی کی جاتی تو ناممکن تھا کہ عرب پر اسلام کی حکومت ہوتی۔ لیکن نہیں خدا نے حکم دیا کہ عرب میں کوئی دوسرا مذہب نہ رہے صرف اسلام ہی عرب کا مذہب ہو سکتا ہے۔ اسی واسطے عرب میں اسلام کے دو ہی اصول تھے یا تو اسلام قبول کرو یا لڑو اور اگر نہیں لڑتے تو عرب سے چلے جاؤ۔

جب عرب پاک صاف ہو گیا اسلامی نور نے عرب کے کاشانوں کو روشن کر دیا تو اب اس امر کی ضرورت ہوئی کہ اس نور کی مشعلوں کو دوسری قوموں تک پہنچاؤ اور کفر و

شرک کی تاریکیوں سے جس کے وہ خوگر ہو چکے ہیں باہر نکالو۔ پس اس کام کے لئے ذیل کے طریقے اختیار کئے گئے۔

(۱) خود صداقت کا نمونہ بنکر نصیحت کے ذریعہ سے لوگوں کو اسلام سے مانوس کرنا۔ مگر مانوس کرنے کے لئے ضرورت تھی کہ دوسری قوموں کی مسلمانوں کے ساتھ معاشرت تام ہو۔ اور معاملات خرید و فروخت وغیرہ کے دائمی تعلقات رہیں تاکہ وہ مسلمانوں کی صداقت اور مسلمانوں کی پاکیزہ معاشرت اور مسلمانوں کا طرز عبادت دیکھکر اسلام کی طرف متوجہ ہوں مگر اس زمانہ میں بوجہ اس کے کہ ذرائع آمد و رفت مفقود تھے یا بہت ہی کم تھے۔ امن تو برائے نام بھی باقی نہ تھا۔ اس لئے مسلمان سفر کر کے دوسرے ملکوں میں رہ کر تبلیغ نہیں کر سکتے تھے اور اگر ایسا کرتے بھی تو معاشرت تام جب بھی حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ اس پر بھی مسلمانوں نے تجارت کی حیثیت سے سفر کئے اور جہاں گئے اسلام کی اشاعت کی۔ چنانچہ چین سماٹرا۔ جنوبی سواحل ہندوستان بلکہ وسط ایشیا کے بعض ممالک میں محض اس قسم کی کوششوں سے اسلام پھیلا۔ مگر تاہم رفتار دھیمی تھی۔ بنا٫ علیہ حکم ہوا کہ جہاد کرو اور خدا کے دین کو پھیلاؤ لیکن جہاد میں بھی یہ حکم تھا کہ لوگوں کو صرف اپنے ساتھ مانوس کرو۔ تبدیل مذہب میں مجبور مت کرو جہاد تو تمہارے لئے صرف اس بات کا ذریعہ ہے کہ تم دوسری قوموں سے اپنے تعلقات اور عشرت سے قائم رکھ کر اپنی دینی اور معاشرتی و دنیاوی خوبیاں ان پر واضح کرو تاکہ وہ بطیب خاطر تمہارے ساتھ مانوس ہو کر رفتہ رفتہ تمہارے دین سے مانوس ہو جائیں اور خوشی سے اس کو قبول کریں۔ (باقی آئندہ)